119899 ـ منطق پڑھنا

سوال

اہل علم کی کتابوں کے ساتھ منطق کیوں نہیں پڑھائی جاتی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

علم منطق ان علوم میں شامل ہوتا ہے جس کے متعلق سابقہ ادور میں علماء کرام کے ہاں بہت جدال پیدا رہا ہے، کچھ علماء اس کی تائید میں اور کچھ اس کے مخالف رہے ہیں، اس جدال کے اسباب دو قسم کے ہیں، ایك تو تاریخی اور دوسرا وضع اور اس کے ایجاد کا سبب ہے:

1 ـ اس علم کا واضع اور موجد ارسطو یونانی تھا جس نے ولادت مسیح سے تین سو برس قبل یہ علم وضع کیا، پھر عباسی دور حکومت تقریبا (180ہجری) میں اس کا عربی زبان میں ترجمہ کیا گیا، تو اس طرح اس علم کی نشو ونما یونانی اندھیرے عہد میں ہوئی جس کے باعث بہت سارے مسلمانوں نے اس علم کو حاصل اور اس پر بھروسہ کرنے میں شکوك و شبہات اور تردد کیا.

2 ـ کسی چیز کو ثابت کرنے میں اس میں کچھ نہ کچھ حق پایا جاتا ہے، لیکن اس کے مبادی اور قواعد و اصول میں اکثر باطل بھی پایا جاتا ہے، اور خاص کر نفی کے معاملہ تو بہت زیادہ چنانچہ اس میں جو کچھ نہ کچھ حق تھا وہ اہل علم کے لیے اس علم قبول کرنے کا باعث تھا، لیکن اس کے ساتھ یہ دعوی رہا کہ اس کی چھان پھٹك کر کے اصلاح کی جائے، اور دوسروں کے لیے یہ انکار اور مکمل و تفصیلی انکار کا باعث بنا.

3 ـ مفرط قسم کے فلاسفہ کا اسے اپنے کتابوں اور کلام میں استعمال کرنا، اور اپنے علوم کے ساتھ اسے فاحش قسم کے اختلاط کرنا حتی کہ یہ ان کے ارکان میں سے ایك رکن بن گیا جس کی بنا پر اکثر اہل علم نے اس علم کا انکار کیا اور اسے حرام قرار دیا.

اور انصاف والی تاریخی نظر اس پر دلالت کرتی ہے کہ شروع میں علماء اسلام کا غالب طور رحجان یہ تھا کہ اس علم کو حاصل نہ کیا جائے، کیونکہ اس میں جو حق ہے وہ سلیم عقلوں میں مستقر اور موجود ہے، اس لیے اس کے ضبط کے لیے ارسطو کے قواعد کی کوئی ضرورت نہیں، اور باطل کی نفی کرنا اور اسے رد کرنا واجب ہے.

حتی کہ ابو حامد غزالی آیا اور یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے اصول فقہ میں منطق کو داخل کیا، اور اس نے کتاب " المستصفی فی اصول الفقہ " کے طویل مقدمہ میں اس کی شرح کی، اور جو شخص اس علم کو حاصل نہ کرے اس کے علم میں شك کیا ۔ اگرچہ اس نے اپنی کتاب کے آخر میں منطق کی مذمت بھی کی ہے ۔ اور اس کے بعد اصولیوں اور متکلمین کے درمیان مختلف علاقوں میں پھیل گیا اور منتشر ہوگیا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اب تك مسلمان علماء کرام اور آئمہ دین اس کی مذمت کرتے اور اسے حاصل کرنے والوں کی مذمت کرتے ہیں، اور اس علم اور اسے حاصل کرنے والوں سے منع کرتے ہیں، حتی کہ میں نے متاخرین کے اس کے متعلق فتوی بھی دیکھے ہیں جن میں اپنے دور کے شافعی اور حنفی آئمہ وغیرہ نے اس کی حرمت اور اہل منطق کی عظیم سزا کی کلام کی ہے، حتی کہ ہم تك مشہور حکایات میں سے جو حکایت پہنچی ہے کہ:

شیخ ابو عمرو بن صلاح نے معروف مدرسہ ابو الحسن آمدی سے چھین لیا، اور کہا: اس سے علم حاصل کرنا عکا سے حاصل کرنے سے افضل ہے، حالانکہ اس وقت کلامیہ اور فلسفیہ کے علوم میں آمدی سے زیادہ کوئی زیادہ نہیں جانتا تھا، اور وہ ان میں اسلام کے لحاظ سے اچھا اور زیادہ پرمثال اعتقاد والا تھا " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (9 / 8).

اور امام سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور منطق میں خبیث اور مذموم اشیاء پائی جاتی ہیں، اور علم منطق حاصل کرنے میں مشغول ہونا حرام ہے، اس میں بعض وہ کچھ ہے جو ہیولا قول پر مبنی ہے جو کہ کفر ہے اور یہ فلسفہ اور زندیقیت کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے، اور پھر اس کا اصل میں کوئی دینی ثمر اور فائدہ نہیں، اور نہ ہی کوئ دنیاوی فائدہ ہے، میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب کچھ آئمہ دین اور علماء شریعت نے بیان کیا ہے.

اس کو سب سے پہلے امام شافعی نے بیان، اور امام الحرمین کے اصحاب نے اور امام غزالی نے آخری دور میں بیان کیا، اور کتاب " الشامل " کے مؤلف ابن صباغ، اور ابن قشیری اور نصر المقدسی اور ابن عبد السلام اور اس کے پوتے اور سلفی اور ابن بندار، اور ابن عساکر اور ابن الاثیر اور ابن صلاح اور ابن عبد السلام، اور ابو شامہ، اور امام نووی، اور ابن دقیق العید اور البرہان الجعبری، اور ابو حیان اور الشرف الدمیاطی، اور امام ذہبی، اور الطیبی اور الملوی، اور الاسنوی، اور الاذرعی، اور الولی العراقی، اور الشرف بن المقری نے بیان کیا ہے.

اور ہمارے استاد اور شیخ قاضی القضاۃ شرف الدین المناوی نے بھی یہی فتوی دیا ہے، اور مالکی آئمہ میں سے " الرسالۃ " کے مؤلف ابن ابی زید اور قاضی ابو بکر بن العربی اور ابو بکر الطرطوشی، اور ابو ولید الباجی، اور " قوت

القلوب " کے مؤلف ابو طالب المکی، اور ابو الحسن بن الحصار، اور ابو عامر بن الربیع، اور ابو الحسن بن حبیب، اور ابو حبیب المالقی، اور ابن المنیر، اور ابن رشد، اور ابن ابی حمزۃ، اور عام اہل مغرب نے بھی یہی بیان کیا ہے.

اور احناف آئمہ کرام نے بھی یہی بیان کیا ہے جن میں ابو سعید السیرافی، اور سراج القزوینی نے اس کی مذمت میں ایك کتاب لکھی جس کا نام " نصیحۃ المسلم المشفق لمن ابتلی بحب علم المنطق " رکھا.

اور حنبلی آئمہ نے بھی یہی بیان کیا ہے، جن میں ابن جوزی اور سعد الدین الحارثی، اور تقی الدین ابن تیمیہ شامل ہیں، انہوں نے اس کی مذمت میں ایك صخیم مجلد لکھی اور اس میں منطق کے قواعد کا توڑ کیا ہے جس کا نام " نصیحۃ ذوی الایمان فی الرد علی منطق الیونان " رکھا، اور اس کتاب کا میں نے اس کے حجم سے تیسرا حصہ میں اختصار بھی کیا ہے، اور میں نے منطق کی مذمت میں ایك مجلد لکھی ہے جس میں اس سلسلہ میں آئمہ کرام کی نصوص بیان کی ہیں.

اور اس جاہل کا یہ قول ۔ جیسا کہ اس سے دریافت کردہ سوال میں آیا ہے ۔ کہ منطق ہر مسلمان پر فرض عین ہے "

اسے اس کے جواب میں یہ کہا جائیگا:

علم تفسیر، اور علم حدیث، اور علم فقہ یہ ایسے علوم ہیں جو سب علوم میں شرف والے ہیں، اور بالاجماع یہ فرض عین نہیں، بلکہ یہ فرض کفایہ ہیں، تو پھر اس میں علم منطق کو کیسے زیادہ کیا جا سکتا ہے ؟

ایسی بات کرنے والا یا تو کافر ہے، یا پھر بدعتی یا پاگل جسے کوئی عقل ہی نہیں.

اور اس کا یہ قول:

" اللہ کی توحید اس کی معرفت پر متوقف ہے "

یہ سب سے بڑا جھوٹ اور بہت بڑا بہتان ہے، اس بنا پر اکثر مسلمانوں کی تکفیر لازم آتی ہے، اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ منطق فی نفسہ حق ہے، اس میں کوئی ضرر نہیں، تو بھی توحید میں اصلا کوئی فائدہ نہیں دیتا، اور یہ گمان نہ ہو کہ اس میں صرف وہی فائدہ دیتا ہے جو منطق سے جاہل ہو اسے جانتا نہ ہو، کیونکہ منطق تو کلیات پر براہین ہیں، اور خارج میں کلیات کا کوئی وجود نہیں، اور نہ ہی اصل میں جزء پر دلالت کرتا ہے.

محققون اور منطق کو جاننے والوں نے یہی مقرر کیا ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: الحاوی للفتاوی (1 / 255 ـ 256).

لیکن یہ سب کچھ طالب علم کو اس سے منع نہیں کرتا کہ وہ اہل منطق کی کتابوں سے ان کے قواعد و اصول پڑھے، تا کہ وہ منطقیوں کے منہج اور اس کے طریقوں کو جان سکے، اور منطقیوں کی اصطلاحات اور ان کے اسالیب سے علی وجہ البصیرۃ واقف ہو، اور بعض منطقیوں کے مغالطات کا شکار نہ ہو جائے، اور ان کے پاس جو حق چیز ہے اسے معتدل طریقہ سے جان سکے اور اس پر متنبہ ہو، اور نفع مند علوم کو جمع کر سکے، اور نقصان اور ضرر دہ علوم پر متنبہ ہو کر اجتناب کر سکے، اور اس میں اسے سب سے پہلے اللہ تعالی سے مدد حاصل کرنی چاہیے اور پھر ماہر اور راسخ و پختہ قسم کے اہل علم سے جو اس علم کو جانتے ہیں، اور اس میں جو حق و باطل ہے اس کی خبر رکھتے ہوں، مثلا شیخ الاسلام ابن تیمیہ، اور علامہ محمد امین شنقیطی رحمہما اللہ، شنقیطی رحمہ اللہ نے اس علم کے قواعد میں ایك کتاب تالیف کی ہے، جس میں انہوں نے ہر غلط اور دخل سے اسے صاف کیا ہے جو اکثر پر رائج ہو چکا تھا.

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب یہ چیز متوقع تھی کہ حق کے داعی حضرات کو باطل اور گمراہ قسم کے داعیوں کا مقابلہ کرنا پڑیگا، اور ان سے پلا پڑیگا، جو ان کے ساتھ فلسفی شبہات، اور فسطائی قسم کے مقدمات کے ساتھ بحث اور جھگڑا کرینگے، اور یہ لوگ ان باطل دلائل کے ماہر ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات حق کو باطل کی صورت میں ظاہر کرتے، اور باطل کو حق کی صورت میں، اور جن طلباء کے پاس علم کا اسلحہ اور ہتھیار نہ تھا جو ان کے اس باطل کو ختم کریں اور اس کا توڑ کر سکیں ان میں سے اکثر کو ساکت اور لاجواب کر دیتے، مسلمانوں پر واجب اور ضروری تھا کہ وہ اتنا علم حاصل کریں جو باطل کو باطل کرنے اور حق کو حق ثابت کرنے میں ممد و معاون ہو، اور اس میں وہ طریقے اور وسائل استعمال کیے جائیں جو لوگوں کے ہاں متعارف ہیں.

اسے یونیورسٹی - یعنی اسلامك یونیورسٹی آف مدینہ منورہ - نے اس بیڑے کو اٹھاتے ہوئے کلیۃ الدعوۃ و اصول الدین (فیکلٹی آف دعوۃ) کی بنیاد رکھی جس کا کام صرف ایسے داعی تیار کرنا ہے جو حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت و تبلیغ کرنے پر قادر ہوں، اور گمراہ قسم کے دعاۃ کو ساکت اور لاجواب کر سکیں، اور ان کے دلائل کو باطل کریں.

اس لیے کلیۃ الدعوہ کے نصاب میں " آداب البحث و المناظرہ) جیسا مضمون پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا، کیونکہ یہ ایسا علم اور فن ہے جس کی تعلیم حاصل کرنے والا شخص اپنے مد مقابل کے غلط دلائل کو بیان کر سکتا ہے، اور قائل کرنے والے دلائل کے ساتھ اس کے مسلك اور مذہب کی تصحیح کر سکتا ہے، یا لازم کردہ کو صحیح یا اس کے مخالف کو باطل قرار دے سکتا ہے.

اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ وہ مقدمات جن سے دلائل مرکب ہوتے ہیں جن سے مناظرے کا ہر فریق حجت پکڑتا ہے

اس سے منطقی قیاس کی صورت میں دلیل دی جاتی ہے.

اس لیے بحث و مناظرہ کے آداب کی فہم - جس طرح چاہیے تھی - اس فن منطق پر متوقف ہے جس کی فہم اور سمجھ ضروری ہے؛ کیونکہ مثلا سائل کو مقدمہ صغری یا کبری کی طرف متوجہ کرنا، یا پھر متوسط حد تك بغیر تکرار کیے دلیل میں جرح کرنا، یا اس سے نکلنے والی شروط میں سے کسی شرط کا نہ پایا جانا وغیرہ وہ شخص نہیں سمجھ سکتا جسے فن منطق کی سمجھ نہ ہو.

مدینہ یونیورسٹی نے بحث اور مناظرہ کرنے کے آداب کا مضمون پڑھانے کے لیے ہمیں مکلف کیا، اس لیے ایسے نوٹس تیار کرنے ضروری تھے جو طالب علموں کا مقصد پورا کرے، اس لیے ہم نے یہ نوٹس (مذکرہ) تیار کیا، اور ہم نے اس میں فن منطق کے ان قواعد اور اصول سے ابتدا کی ہے جو بحث اور مناظرہ میں ضروری ہیں، اور ہم نے اس میں صرف اہم اشیاء ہی ذکر کی ہیں جو مناظرہ کرنے والے کے لیے ضروری ہیں.

اور ہم اس میں وہ منطقی اصول لائے ہیں جو فلسفیانہ عیوب سے خالی ہیں، جن میں فائدہ ہے اور قطعی طور پر کوئی ضرر اور نقصان نہیں پایا جاتا؛ کیونکہ یہ ان میں سے ہیں جنہیں علماء اسلام نے فلسیانہ عیوب سے صاف کیا ہے، جیسا کہ ہمارے شیخ المشائخ اور چچا زاد الفیہ کے شارح اور اس کے ساتھ دوسرا منظوم الفیہ جمع کرنے والے علامہ المختار بن بونۃ اپنی منطق کے متعلق نظم میں کہتے ہیں:

" اگر آپ کہیں کہ اسے نواوی اور ابن صلاح اور راوی سیوطی نے حرام کیا ہے.

تو ہو جواب میں کہینگے: آپ مخالفین کے اقوال کو اس جگہ دیکھتے ہیں جو فلسفیوں نے تصنیف کی ہے.

لیکن جو اسلام قبول کرنے والوں نے چھان پھٹك کی ہے اسے علماء کے ہاں جاننا ضروری ہے.

اور الاخضری کا یہ قول:

ابن صلاح اور نواوی دونوں نے اسے حرام کہا ہے، اور کچھ لوگوں نے کہا ہے اسے ضرور حاصل کرنا چاہیے.

صحیح اور مشہور قول یہ ہے کہ راسخ اور کامل کتاب و سنت کا علم رکھنے والے کے لیے جائز ہے تا کہ وہ صحیح راہ کی راہنمائی کر سکے.

چنانچہ فلسیانہ کلام پر مشتمل منطق باطل ہے، اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مامون کے دور میں جب سے فن منطق یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ ہوا ہے، اس میں وہ منطقی اصطلاحات اور عبارات پائی جاتی تھیں جو صرف وہی سمجھ سکتا تھا جو اس میں ماہر ہے، اور منطقی جو کچھ باطل لائے ہیں ان کا رد کرنا بھی وہی سمجھ سکتا ہے جو فن منطق میں ماہر ہو.

متکلمین جو منطقی قیاسات میں شبہ لائے ہیں اس کو رد کرنے میں معاون بن سکتا ہے، منطقیوں کا خیال ہے کہ کتاب و سنت میں اللہ تعالی کی ثابت شدہ کئی ایك صفات عقل کے سبب سے منع ہیں؛ کیونکہ باطل بیان کرنے والے کو ساکت اور لاجواب اس طرح کیا جا سکتا ہے دلیل بالکل اسی طرح کی ہو جس طرح کی دلیل وہ پیش کر رہا ہے، اور جس طریقہ اور ہئیت میں مدمقابل پیش کر رہا ہے اسی کلیہ و جزئیہ میں پیش کی جائے.

اور بلاشك و شبہ اگر منطق کو عربی زبان میں نہ ڈھالا جاتا اور مسلمان اسے نہ سیکھتے تو ان کا دین اور عقیدہ اس سے غنی تھا، جس طرح سلف صالح اس سے غنی اور بےپرواہ تھے، لیکن جب اس کا ترجمہ کر دیا گیا اور سیکھا جانے لگا اور کتاب و سنت میں ثابت شدہ اللہ تعالی کی صفات کی نفی کرنے میں یہی اکیلے قیاسات طریقہ بن گئے، تو مسلمان علماء کے لیے اسے سیکھنا اور اس کا سمجھنا ضروری ہو گیا تا کہ وہ مدمقابل کے دلائل کا اسی طرح جواب دے سکیں جو انہوں نے صفات کی نفی میں دلیل دی ہے؛ کیونکہ انہی کے دلائل کے ساتھ انہیں ساکت و لاجواب کرنا حق کو منوانے اور باطل کو ختم کرنے کے لیے زیادہ بہتر ہے.

اور آپ یہ بھی علم رکھیں کہ فی حد ذاتہ منطقی قیاس جس کے نتائج صحیح ہوں اگر اس کے مقدمات کو صحیح صورت اور طریقہ سے ملایا جائے، اور اس سے پیدا ہونے والی شروط کو مد نظررکھا جائے تو وہ قطعی طور پر صحیح ہے، صرف خلل اس کو دیکھنے اور سمجھنے والے کے اعتبار سے پیدا ہوتا ہے، تو غلطی کر جاتا ہے، اس طرح وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ یہ معاملہ لازم ہے، تو اس طرح وہ اپنے خیال میں اس لازم کی نفی سے ملزوم کی نفی پر استدلال کرتا ہے، حالانکہ فی نفس الامر ان دونوں میں بالکل تلازم پایا ہی نہیں جاتا " انتہی

دیکھیں: آداب البحث و المناظرۃ (503).

مزید آپ سوال نمبر (88184) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .